سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ

حضرت محمد احسن بیگ صاحب مدظلہٗ

کے سفرِ ہندوستان کی روداد اور صحبت و رفاقت کی سرگذشت

مشاہدات و تاثرات

از

(مولانا قاری) **محمد عابد حسین ندوی**

ناظم: مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی

ناشر

شعبۂ دعوت و اصلاح و خانقاہ

مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی، محمد پور راعین، کیرانہ، مظفر نگر یوپی (الہند)

Mob. 0091- 9897951698, 9897647580

E-mail:- mohdsajidalnadwi@gmail.com.

حرفِ اوّلیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد!

زیرنظر رسالہ باضابطہ کوئی تصنیف یا تالیف نہیں ہے بلکہ تصوف وروحانیت اور احسان وسلوک کے ایک رمز شناس اور سلسلۂ نقشبندیہ اویسیہ کے روحانی پیشوا محبوب العارفین حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب نوراللہ مرقدہ وبرداللہ مضجعہٗ کے جلیل القدر خلیفہ اور مجازِ بیعت وارشاد، طبیبِ حاذق، مربی جلیل داعیٔ حکیم مصلحِ امت حضرتِ اقدس محمد احسن بیگ صاحب اطال اللہ بقاءہ مرشد آباد (پاکستان) کے تازہ سفرِ ہندوستان کی روداد اور سرگزشت ہے۔

یہ سفر جو تقریباً دو ہفتوں پر مشتمل رہا اور ۱۴/جنوری ۲۰۱۲ء سے شروع ہوکر ۲۸/جنوری ۲۰۱۲ء کو ختم ہوا، نہایت اعلیٰ مقاصد کے تحت ہوا اور بڑا نتیجہ خیز رہا۔ حضرت بیگ صاحب دام ظلہٗ ہندوستان کے جن تاریخی وعلمی اور روحانی مقامات پر تشریف لے گئے ان میں دہلی کے علاوہ دیوبند، سہارنپور، گنگوہ، تھانہ بھون، کیرانہ، میرٹھ اور جنوبی ہند کے مشہور تجارتی شہر مدراس خصوصیت کے ساتھ شامل ہیں۔

راقمُ الحروف کو از اوّل تا آخر حضرتِ والا کی صحبت ورفاقت حاصل رہی اور بہت قریب سے آپ کو دیکھنے اور آپ کی علمی وروحانی اور اصلاحی تعلیمات سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ حضرتِ والا جہاں بھی گئے اصلاحی ودعوتی پروگرام ہوئے۔ وعظ ونصیحت کی محفلیں سجیں، ذکرُ اللہ وذکرِ رسول ﷺ اور اسلافِ کرام کے تذکرے ہوئے احباب ومتوسلین اور عقیدت مندوں ونیازمندوں کو قیمتی نصائح سے نوازا اور بیش بہا ہدایات دیں۔ غرض جو کچھ بھی حضرتِ والا نے عرض کیا اور علوم ومعارف کے جام لنڈھائے ان کو انمول موتی اور گنجِ گراں مایہ سمجھ کر لوحِ دل پر نقش کیا اور ایک بیش قیمت علمی تحفہ اور عطیۂ خداوندی کے طور پر سپردِ قلم وقرطاس کردیا تاکہ وہ تمام حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ سے محبت اور اہل قلوب واصحاب معرفت مشائخ عظام سے عشق کا جذبۂ صادقہ عطا کیا ہے مستفید ہوسکیں اور اپنے قلوب کو نورِ معرفت اور ایمان ویقین کی دولت سے مالامال کرسکیں۔

جس وقت حضرتِ والا اور آپ کے خادمِ خاص اور محبِ صادق حضرت مولانا یوسف پٹیل صاحب مقیم کینیڈا اور آپ کے دیگر تمام متعلقین اور نیازمندوں کو علم ہوا کہ اس سفرِ ہندوستان کی روداد مرتب کی جارہی ہے تو خوشی کا اظہار کیا اور حوصلہ افزائی کی۔ راقمُ الحروف کے برادرِ معظم اور حضرتِ والا کے محبِ صادق و نیازمند محترم جناب الحاج منشی محبوب الحسن فاروقی مدظلۂ العالی نے پیہم اصرار کر کے ناچیز کو اس رسالہ کی اشاعت کے لیے تیار کیا۔

چنانچہ راقمُ الحروف نے مذکورہ حضرات کے اصرار وتاکید اور دیگر حضراتِ والا کے متوسلین ومریدین کی خواہش اور تشجیع پر ان منتشر اوراق اور بے ربط مسودہ کو برادرِ عزیز مولوی مفتی محمد ساجد ندوی سلمہ المولیٰ نائب ناظم مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی، واستاذِ حدیث وفقہ جامعہ للبنات محمد پور راعین کے حوالہ کیا جنھوں نے انتہائی محنت وجانفشانی اور عرق ریزی سے اس کو اشاعت کے قابل اور استفادہ کے لائق بنایا اور مسودہ کی تبییض وتصحیح اور تہذیب وتنقیح سے لے کر کمپوزنگ وطباعت تک کے تمام مراحل بحسن وخوبی انجام دیئے اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو جزائے خیر دے اور علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ خدا کرے یہ کوشش قبول ہو اور اس کا نفع عام ہو کر دونوں جہاں کی سرخروئی کا ذریعہ بنے۔

ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

ناچیز طالبِ دعاء

محمد عابد حسین ندوی کیرانوی

خادم مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی

محمد پور راعین، کیرانہ

نزیل

مہمان خانہ دارالعلوم دیوبند

۲۴/ ۳/ ۱۴۳۳ھ - ۱۶/ ۲/ ۲۰۱۲ء

تصوف کی حقیقت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ جن اعلی وارفع مقاصد کے تحت ہوئی ان میں ایک اہم اور بنیادی مقصد تزکیۂ نفوس اور اصلاح باطن بھی ہے کیوں کہ تزکیہ واصلاح باطن عبارت ہے خلوص واحسان سے اور بغیر خلوص نہ توحید قبول ہے نہ ایمان وعمل کی کوئی وقعت ہے۔

تصوف اور صوفیائے کرام کے متعلق عوام بلکہ بعض علماء کے دلوں میں بھی کچھ شبہات پائے جاتے ہیں اور بعض اوقات لوگ اس قسم کی غلط فہمیوں کا شکار ہوجاتے ہیں کہ طریقت اور شریعت دو الگ چیزیں ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔قرآن وحدیث کے مطالعہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آثار صحابہ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔قرآن حکیم میں اسے تقویٰ، تزکیہ اور خشیتِ الٰہی سے تعبیر کیا گیا ہے اور حدیث شریف میں اسے احسان سے موسوم کیا گیا ہے اور اسے دین کا ماحصل قرار دیا گیا ہے اس کی تفصیل حدیثِ جبرئیل علیہ السلام میں موجود ہے، سلوک اور اخلاص ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں، اہل علم نے اس کی تعریف یوں کی ہے۔

تصوف وہ ہے جس سے تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال پہچانے جاتے ہیں، تاکہ سعادت ابدی حاصل ہو، نفس کی اصلاح ہو اور ربُ العالمین کی رضا اور اس کی معرفت حاصل ہو۔ اور تصوف کا موضوع، تزکیہ، تصفیہ اور تعمیر باطن ہے۔اور مقصد اس علم کا ابدی سعادت کا حصول ہے۔

تصوف دین کا ایک شعبہ ہے جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضائے الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حق کی حفاظت اپنے ذمہ لے رکھی ہے اس کی رحمت یہ کب گوارا کرسکتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو گمراہی کی وادیوں میں بھٹکتا چھوڑ دے چنانچہ ہر دور میں وہ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ حق کی حمایت اور اصلاحِ حق کی خدمت لیتا رہا اور صوفیائے کرام نے ہر دور میں جس خلوص اور للّٰہیت سے یہ خدمت انجام دی ہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

صوفیائے کرام کے یہاں تعلیم وارشاد وتزکیہ واصلاحِ باطن کا طریقہ القائی اور انعکاسی ہے اور یہ تصوف کا عملی پہلو ہے جس کا انحصار صحبتِ شیخ پر ہے بقول امامِ ربّانی مجدد الف ثانیؒ ''تصوف کا تعلق احوال سے ہے زبان سے بیان کرنے کی چیز نہیں''۔

محققین صوفیائے کرام نے شیخ یا پیر کے لیے کتاب وسنت کا عالم ہونا لازمی قرار دیا ہے اگر کوئی شخص ہوا میں اڑتا پھرے اور روحانیت کے بلند بانگ دعوے کرے مگر اس کی عملی زندگی کتاب وسنت کے خلاف ہے تو وہ ولی اللہ نہیں بلکہ جھوٹا ہے شعبدہ باز ہے کیوں کہ تعلق باللہ کے لیے اتباعِ سنت لازمی ہے فرمان الٰہی: ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ'' سے اسی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

آج طلبِ صادق کا فقدان ہے اور باطن کی اصلاح کی طرف قطعی توجہ نہیں جس کی وجہ سے روحانی واخلاقی بیماریاں عام ہیں، عوام کا تو ذکر ہی کیا خواص بھی اس کی ضرورت کے احساس سے محروم ہیں الا ماشاء اللہ۔

خواص وعلماء کا کہنا یہ ہے کہ ظاہر شریعت پر عمل کر لینا کافی ہے جب کہ تزکیۂ باطن کے بغیر شریعت پر کماحقہٗ عمل ہی نہیں ہوسکتا۔ لا الہ پڑھنے سے الہ ظاہری کی نفی تو ہوگئی مگر جب تک تزکیۂ نفس نہ ہوگا الہ باطنیہ کی نفی نہ ہوسکے گی، علماءِ ظواہر حلال وحرام بیان کرسکتے ہیں مگر حلال وحرام میں تمیز نہیں کرسکتے کیوں کہ اس کا انحصار نورِ بصیرت پر ہے اور وہ ناپید ہے، اس لیے صحبتِ شیخ اختیار کرنا اور باطن کی اصلاح اور اس کی صفائی کی طرف توجہ دینا از حد ضروری ہے۔

سلسلۂ اُویسیہ کیا ہے؟

روح سے فیض حاصل کرنے کو اصطلاح میں اُویسی طریقہ کہتے ہیں اس سے مراد یہ نہیں کہ یہ سلسلہ حضرت اویس قرنی سے ملتا ہے بلکہ اُویسیہ سے مراد مطلق روح سے فیض حاصل کرنا ہے، چوں کہ روح سے اخذِ فیض اور اجرائے فیض دونوں صورتیں ہوتی ہیں اس لیے سلسلۂ اُویسیہ کی یہی دونو ں خصوصیات ہیں اس اصطلاح کو حضرت اویس قرنی سے اگر کوئی نسبت ہوسکتی ہے تو شاید اس بناء پر کہ انھوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل نہیں کی تھی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح سے اخذِ فیض کیا تھا اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ وہ پہلے اُویسی تھے۔ (اخذ و تلخیص از دلائل السلوک)

☆☆☆

مختصر تعارف

شیخِ جلیل حضرت اقدس محمد احسن بیگ حفظہ اللہ ورعاہ

آپ کا نام محمد احسن بیگ اور والدِ ماجد کا نام مرزا محمد امین بیگ صاحب ہے والد ماجد حضرت مرزا محمد امین بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ روزگار اور بلند پایہ حیثیت کے حامل تھے اور ممتاز علمی شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور گونا گوں صفات وکمالات کے مالک تھے۔ آپ کے والد ماجد شاعر اسلام ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے استاذِ جلیل شمس العلماء حضرت علامہ میر حسن سیالکوٹی علیہ الرحمہ کے تلمیذِ رشید تھے اور اپنے استاذِ جلیل کی تمام صفات وکمالات اور اخلاق وعادات کو حاصل کرنے کی کامیاب کوشش کی تھی صرف ونحو (عربی گرامر) میں آپ کو مہارتِ تامّہ اور کاملیت کی سند حاصل تھی اور دیگر شرعی علوم میں بھی آپ کو کافی عبور حاصل تھا۔ حضرتِ اقدس محمد احسن بیگ صاحب مدظلہٗ العالی کی والدہ ماجدہ بھی ایک رقیق القلب وخدا رسیدہ اور شریعت وسنت کی پابند خاتون تھیں اور اولاد کی تربیت کا انداز بھی بالکل نرالا اور جداگانہ تھا حضرت بیگ صاحب نے ۱۰/اگست ۱۹۴۴ء کو اسی علمی وروحانی گھرانے اور شریعت وسنت کے ماحول میں آنکھیں کھولیں اور نشوونما پائی۔

عام مسلمان گھرانوں کے مطابق حضرتِ اقدس کی تعلیم وتربیت کا آغاز ہوا اور بنیادی اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اعلیٰ عصری تعلیم بھی حاصل کی اور عبور پایا۔

بچپن ہی سے دین وشریعت کی طرف حضرت کا رجحان اور مزاج وطبیعت میں دین کا غلبہ اور تصوف وسلوک کی جانب طبعی میلان تھا اس لیے صوفیائے کرام واصحابِ دل اور اہلِ معرفت بزرگانِ دین سے ملاقات کرنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا بھی ایک لازمی امر تھا، چنانچہ اس سلسلہ میں بھی آپ نے کافی ریاضت اور محنت سے کام لیا اور جہاں کہیں بھی کسی صاحبِ دل کا علم ہوا ملاقات وزیارت

سے گریز نہ کیا۔

اپنی دینی ودعوتی اور اصلاحی وروحانی خدمات کا آغاز آپ نے مشہورِ زمانہ فعال دینی تحریک تبلیغی جماعت سے کیا اور میٹرک کے بعد جس وقت آپ کی عمر ۱۷/سال تھی سب سے پہلا چلہ ۱۹۶۱ء میں لگایا آپ چوں کہ بانی تبلیغ حضرت مولانا الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دینی دعوت اور کارناموں سے کافی متاثر تھے اور اس سلسلہ میں کی جانے والی محنتوں کو بہ نظر تحسین دیکھتے تھے اس لیے اس سلسلہ میں بھی بھرپور محنت کی اور عملی کردار ادا کیا۔

آپ نے حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلوی علیہ الرحمہ سے بھی ملاقات کی جس سے آپ کے دینی ودعوتی مزاج کو غذا ملی اور مزید کام کو وسعت دینے کا حوصلہ ملا۔ ۱۹۵۳ء میں آپ کی ملاقات مفسرِ قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے ہوئی جنھوں نے آپ پر بڑے اعتماد اور اطمینان کا اظہار کیا اور آپ کو پانی دم کرکے پلایا ان کے علاوہ دیگر ممتاز مشائخ وعلماء سے بھی مستقل رابطہ رہا اور ۱۹۶۸ء میں باقاعدہ سلسلۂ تصوف وسلوک سے منسلک ہوکر سلوک واحسان کے رمز شناس محبوب العارفین حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت حاصل کی اور غیر معمولی محنت وریاضت اور مجاہدہ کرکے بہت جلد اپنے شیخ کا اعتماد حاصل کیا۔

آپ کے شیخ حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خط میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

''میں پوری جماعت سے مخاطب ہوں آپ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھرو پوری زمین کو چھان مارو آپ کو کامل عارف نہ ملے گا محال ہے محال ہے اور خوب یاد رکھنا بیگ صاحب آپ کے پاس ہیں جو موجودہ حالت میں جناب والوں کے شیخ ہیں، ان کی عزت تمام مشائخ کی عزت ہے اور خوب یاد رکھنا ان کی کاملیت میں ذرہ برابر بھی شک محال ہے، بتاؤ جس شخص کو مراقبۂ احدیت، معیت، اقربیت ہوجاتا ہے، چہ جائیکہ فنا فی الرسول ﷺ ہوجائے، سالک المجذوبی ہوجائے پھر بیگ کی کاملیت

میں شک کرتا ہے تو وہ احمق نہیں تو کیا ہے؟ جو شخص عالمِ خاکی سے نکال کر بلکہ عالمِ ملکوتی سے بھی نکال کر عالمِ برزخ میں لے جا کر دربارِ رسالت ﷺ میں پیش کر دیتا ہے، میدانِ حشر دکھا دیتا ہے، اُس کی کاملیت میں شک وشبہ کرنا، پھر بھی اس سے طلبِ کرامت کرنا حماقت نہیں تو کیا ہے؟

عزیزو! حالت نازک صورت اختیار کر چکی ہے آپ ہمہ تن بیگ سے لپٹ جاؤ ان کی صحبت سے ہی تم کو جو کچھ حاصل ہوگا ہوگا۔''

حضرتِ اقدس بیگ صاحب کا تعلق سلسلۂ نقشبندیہ اویسیہ سے ہے یہ سلسلہ دنیا میں کمیاب اور نایاب ہے اور گیارہ واسطوں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ جن کو چاروں سلسلوں میں مرجعیت حاصل تھی اور خرقۂ خلافت حاصل تھا سلسلۂ نقشبندیہ کی اہمیت وعظمت بیان کرتے ہوئے اپنے مکتوب ۲۹۰ دفتر اوّل حصہ پنجم میں اپنے مرید مولانا ہاشم صاحبؒ کو لکھتے ہیں۔

''خوب جان لو کہ جو طریقہ سب طریقوں میں اقرب اور سب سے زیادہ (کتاب وسنت کے) موافق، سب سے زیادہ قابلِ اعتماد سب سے زیادہ راہ بتانے والا، سب سے زیاد[illegible]ط ومضبوط، سب سے زیادہ سچا، سب سے زیادہ برتر وبلند اور سب سے زیادہ کامل ہے وہ طریقۂ نقشبندیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طریقہ پر چلنے والوں کی ارواح کو مقدس اور اس سے محبت رکھنے والوں کے اسرار کو پاکیزہ بنائے اس طریقہ کی یہ تمام بزرگی اور اس کے بزرگوں کو یہ سب علوِ شان (محض دو وجہوں سے) حاصل ہے ایک اتباع سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے التزام (دوسرے) بدعت نامرضیہ سے اجتناب''۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی)

چنانچہ حضرتِ اقدس اپنے متوسلین کی تربیت اسی طریقۂ نقشبندیہ کے مطابق کرتے ہیں اور مکمل طور سے خود کو اصلاحِ امت کے لیے وقف کر رکھا ہے اس سلسلہ میں آپ نے جن ملکوں کا دورہ کیا ہے اور وہاں خانقاہی نظام قائم اور منظم کرنے میں سعیٔ بلیغ فرمائی ہے، ان میں خصوصیت کے ساتھ

سعودی عرب، کینیڈا، امریکہ، برطانیہ، متحدہ عرب امارات، سری لنکا، بنگلہ دیش، ہندوستان وغیرہ قابلِ ذکر ہیں اوران کے علاوہ بھی دیگر ممالک میں حضرت کے مریدین ومتوسلین پہنچے ہوئے ہیں اور حضرت کے مشن اور پیغام کو عام کرر ہے ہیں۔

پیشہ کے اعتبار سے آپ فی الوقت ایک ماہر حکیم ہیں اور غرباء ومساکین کو مفت دوا دیتے ہیں۔ پاکستان اور پاکستان سے باہر جس ملک کا بھی سفر ہوتا ہے مصارفِ سفر خود برداشت کرتے ہیں اور بے لوث خدمتِ خلق کرتے ہیں اور اصلاحی ودعوتی پروگراموں میں شریک ہوتے ہیں۔

آپ ایک ماہر خطاط اور جیّد قاری ہیں اور قراءت کے جملہ رموز واحکام سے واقف ہیں ایک مسابقہ قراءت میں آپ نے اوّل پوزیشن حاصل کی جس کے عوض آپ کو ۱۹۸۰ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی خط آپ کا اتنا عمدہ ہے کہ معتقدین ومتوسلین آپ سے دعائیں لکھا کرلے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ بھی آپ نہایت اعلیٰ اوصاف وکمالات اور بے مثال خوبیوں کے مالک ہیں ع

سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے

حضرتِ والا کے اخلاقِ عالیہ اور چند ملفوظات

ہمارے حضرت مدظلہٗ خوبصورت وذی وجاہت اور اعلیٰ سیرت وکردار کے حامل ہیں۔لباس پاکستانی پنجابی طرز کا بڑا سادہ ونفیس اور ٹوپی گول سادی طرز کی پہنتے ہیں حلیہ وبشرہ سے نورانیت وروحانیت ٹپکتی ہوئی اور چہرہ ہمہ وقت شاداب وکھلتا ہوا اور لبوں پر ہر وقت ذکر اللہ جاری رہتا ہے ،ذکر قلبی جو کہ سلسلۂ نقشبندیہ کا خاص امتیاز ہے اس میں حضرتِ والا انفرادی شان رکھتے ہیں۔

اپنے خدام ومریدین اور رفقاء سفر کا خاص خیال رکھتے ہیں دورانِ سفر سبھی کے معقول قیام اور طعام کے بارے میں فکرمند رہتے ہیں بدنظمی کو بالکل پسند نہیں فرماتے برابر اپنے مخصوص خدام کے ذریعہ دیگر رفقاء کی خبر گیری فرماتے رہتے ہیں۔

شریعت وسنت کا خاص اہتمام

راقم الحروف نے بغور مشاہدہ کیا ہے کہ حضرتِ والا ہر چیز میں شریعت وسنت کا خاص خیال رکھتے ہیں مثلاً مسجد میں داخل ہونے، سواری پر چڑھنے، اترنے، کپڑے زیب تن کرنے واُتارنے، چپل یا جوتے پہننے اور نکالنے اور نماز و وضو میں فرائض وواجبات کے ساتھ ساتھ سنن ومستحبات کا بھرپور خیال رکھتے ہیں اور اکثر فرماتے رہتے ہیں کہ کشف وکرامات اور الہامات سر آنکھوں پر مگر جو متبعِ شریعت وسنت نہیں وہ خدا کا محبوب اور ولی کامل ہو ہی نہیں سکتا۔

قرآن کریم سے بے پناہ عشق ولگاؤ رکھتے ہیں اور آپ جب بھی جہری نمازیں پڑھاتے ہیں تو قرآن کریم سننے سے تعلق رکھتا ہے بڑے وجد کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں قراءت کے جملہ آداب وقواعد کی بھرپور رعایت کرتے ہیں جس سے سننے والوں کو ایک خاص قلبی سکون حاصل ہوتا ہے اور امنگ پیدا ہوتی ہے کہ حضرتِ والا تلاوت کرتے جائیں اور ہم سنتے جائیں۔

حضرت نے دورانِ سفر کئی مرتبہ فرمایا کہ اگر ہمیں اولیاء وصدیقین کی جماعت میں شامل ہونا ہے تو فرائض وواجبات کے ساتھ تہجد کا بھی اہتمام کرنا ہوگا؛ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تہجد پڑھنے کا حکم دیا گیا تو ہم کیسے بچ سکتے ہیں؟

فرمایا جب ہدایت آتی ہے تو تہجد کی نماز شروع ہوجاتی ہے اس لیے کہ تہجد نور ہے جس طرح روشنی سے تاریکی دور ہوتی ہے ایسے ہی راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھنے اور آہ وبکا کرنے سے کفر وظلمت اور دل کی گندگیاں دور ہوتی ہیں اور قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے۔

بے مثال قوتِ حافظہ

حضرت کا حافظہ بڑا قوی ہے ایک دفعہ بھی کسی نے حضرت سے ملاقات کی اور تعارف کرایا تو

بھولتے نہیں با قاعدہ نام کے ساتھ مخاطب ہوتے ہیں سلام ودعا کرتے ہیں اور خیریت دریافت کرتے ہیں۔اللھم زد فزد

ذکر کرانے کا انداز جدا گانہ ہے

جب مجلسِ ذکر ومراقبہ ہوتی ہے اولاً ذکر کی اہمیت وفضیلت بیان کرتے ہیں اور پھر دورانِ ذکر وقفہ وقفہ سے آیاتِ قرآنیہ احادیثِ نبویہ ﷺ اور عربی وفارسی اور اردو کے اشعار پڑھتے رہتے ہیں۔اگر کوئی ذاکر اصول وآداب کی رعایت کے ساتھ ذکر کرتا ہے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔فرماتے ہیں محنت کرو،قوت سے ذکر کرو،وقت تھوڑا ہے کمائی کرو،والہانہ اور مجنونانہ ذکر کرو،وغیرہ وغیرہ یہ اور اس طرح کے بے شمار ترغیبی کلمات ارشاد فرماتے رہتے ہیں۔

لطائف ستہ کا ذکر کرنے اور قلب پر خاص دھیان دینے کی تلقین فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ جب لطائف منور ہوجائیں گے تو اعمال خود بخود منور ہوجائیں گے لہٰذا لطائف پر خاص دھیان دینے کی طرف توجہ مبذول کراتے رہتے ہیں۔

☆☆☆

ہندوستان کا سفر کیوں اور کیسے!

سلسلۂ نقشبندیہ اویسیہ کے روحانی پیشوا محبوبُ العارفین حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ومجازِ بیعت وارشاد، طبیبِ حاذق پیر طریقت عارف باللہ حضرتِ اقدس محمد احسن بیگ صاحب حفظہ اللہ ورعاہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تصوف وسلوک کے جملہ اسرار ورموز اور شیخِ کامل کے تمام اوصاف وکمالات اور اخلاق وشمائل سے نوازا ہے۔ اور ایک طویل مدت سے ملت کی مسیحائی میں سرگرداں اور مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں اور اپنی روحانی واصلاحی خدمات کے حوالے سے دنیا بھر میں معروف ہیں، اس لیے بجاطور پر آں جناب کو روحانی عالمی شخصیت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرتِ والا پاکستان کے علاوہ اپنے مخلص مریدین ومتوسلین کی مخلصانہ دعوت اور اصرار پر بیرون ممالک بغرضِ اشاعتِ دین اور انعقاد مجالسِ ذکرُ اللہ ومراقبہ ہر سال سفر فرماتے ہیں، دو سال پہلے جس وقت حضرتِ والا اپنے مریدِ خاص ومحب صادق محترم الحاج محمد منہاج کھوکر صاحب کی مخلصانہ دعوت پر ملائیشیا ان کے دولت خانہ اور ان کی قائم کردہ خانقاہ تشریف لے گئے تھے اور وہاں تقریباً ہفتہ بھر قیام کیا تھا اور باقاعدہ خانقاہی نظام اور مجالسِ ذکر ومراقبہ کا انعقاد عمل میں آیا تھا۔ حضرتِ والا کی صحبتوں سے مستفید ہونے اور آپ کے فیوض وبرکات سے قلوب کو منور کرنے کے لیے ہندوستان سے بھی چند مخصوص علماء وفضلاء کرام شریکِ مجالس ہوئے تھے جن میں خصوصیت کے ساتھ مولانا مفتی انوار احمد صاحب، محترم الحاج محبوب الحسن فاروقی کیرانوی صاحب، مولانا سلیم احمد صاحب، مولانا ظہور احمد بنگالی صاحب، مولانا انوار الحق صاحب میرٹھ، مولانا عبدالماجد مظاہری صاحب، مولانا احمد یوشع صاحب اور مولانا عتیق احمد مدراسی کے نام قابلِ ذکر ہیں مذکورہ تمام حضرات مجالسِ ذکر اور حضرتِ والا کی پُر بہار شخصیت اور آپ کے اخلاقِ عالیہ وشمائل حسنہ اور کردار وعمل سے اتنے متاثر ہوئے کہ سبھی حضرات نے شرفِ بیعت حاصل کیا اور حضرتِ والا کی صحبتِ بابرکت سے مستقل فائدہ اٹھایا۔

اپریل ۲۰۱۱ء میں جب حضرتِ والا بغرض عمرہ اور زیارت حرمین شریفین مکہ ومدینہ تشریف لے

گئے تو مذکورہ حضرات میں سے چند حرمین شریفین بھی پہنچے۔ حضرتِ والا جو مع اپنے دیگر مریدین ومتوسلین پہلے سے قیام پذیر تھے، جب ہندوستانی علماء کرام کی آمد کا علم ہوا تو بڑی خوشی کا اظہار کیا اور بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا اور حاضرین کے سامنے فرداً فرداً سب کا تعارف کرایا اور اپنے سب مریدوں سے کہا کہ سب حضرات کھڑے ہو کر ان سے معانقہ ومصافحہ کریں۔ حضرت کے تمام احباب و متعلقین نے جس اپنائیت وخلوص اور محبت وعقیدت کا ثبوت دیا وہ لوحِ دل پر نقش ہے۔ اپنے ساتھ قیام کرایا اور سب کے سب آخری دن تک مسلسل خدمت کرتے رہے۔

ہندوستان اور ہندوستان کے مشائخ اور اسلافِ کرام سے حضرت کی محبت وعقیدت کا اندازہ اس وقت ہوا جب حضرت نے حاضرین سے یہ کہہ کر سب کا تعارف کرایا کہ دیکھو بھائی یہ حضرات ہندوستان جو کہ اہل اللہ اور اصحابِ قلوب کی بستی ہے اور جہاں سے علوم ومعارف کے چشمے جاری ہوئے ہیں تشریف لائے ہیں، خصوصاً یہ حاجی محبوب الحسن صاحب جن کا تعلق تاریخی سرزمین کیرانہ اور اس کے قرب وجوار میں واقع روحانی مقامات کاندھلہ وتھانہ بھون اور جھنجھانہ سے ہے یہ تمام وہ مقامات ہیں جن سے ہمارا قلبی وروحانی لگاؤ اور انس ومحبت ہے۔ اس لیے ہمارا اخلاقی اور ایمانی فریضہ ہے کہ ہم ان تمام حضرات کا پُرخلوص استقبال کریں، حضرتِ والا کی طرف سے اس تواضع وفروتنی اور عجز وانکساری کو دیکھ کر تمام ساتھی اشکبار ہوگئے اور بے ساختہ سب کے دلوں سے حضرتِ والا کے لیے دعائے خیر نکلی اور متفق ہو کر طے کیا کہ ضرور حضرت کو ہندوستان آنے کی دعوت دینی ہے۔

لہٰذا حضرتِ والا کی خدمت میں دعوت پیش کی گئی جس کو حضرتِ والا نے قبول فرمایا: کہا کہ مدت سے میری خواہش ہے کہ میں ہندوستان آکر اپنے مشائخ کی قبروں پر جا کر فاتحہ خوانی وایصالِ ثواب کروں او راپنے مسلمان بھائیوں سے ملاقات کروں۔ اس کی تائید حضرت کے خدّامِ خاص جن میں سرفہرست حضرت مولانا یوسف پٹیل صاحب کینیڈا، محترم الحاج منہاج کھوکر اور الحاج بھائی اشرف کینیڈا اور دیگر حضرات نے کی۔ اس طرح مقدس سرزمین پر بیٹھ کر دعوت قبول کر لی گئی اور ہندوستانی حضرات نے ویزا کے لیے کوششیں شروع کردیں، اللہ کے فضل وکرم اور حضرتِ والا کی عنایت وتوجہ سے ویزا کے حصول میں کامیابی ملی اور

حضرتِ والا کا ہندوستان آنے کا پروگرام طے ہوگیا، لیکن کوششِ بسیار کے باوجود حضرت کے مخصوص خدام الحاج بھائی اشرف صاحب مقیم کینیڈا اور الحاج منہاج کھوکر صاحب مقیم ملائیشیا کو ویزا نہ مل سکا مگران دونوں حضرات نے حضرت مولانا یوسف پٹیل صاحب اور محترم الحاج احمد بھا گیا صاحب کو حضرت کی آمد سے قبل انڈیا روانہ فرمایا محترم مولانا یوسف پٹیل صاحب نے تقریباً ڈیڑھ ماہ تک حضرتِ والا کی آمد اور استقبال کے لیے ماحول ہموار کیا اور غائبانہ حضرت کا تعارف کرا کے لوگوں کے دلوں میں عقیدت ومحبت کا بیج بویا تاکہ ہندوستان کے فرزندانِ توحید کما حقہٗ حضرتِ والا سے فیض یاب ہوسکیں۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت والا ۱۴/جنوری ۲۰۱۲ئ بروز سنیچر بعد نمازِ ظہر بذریعہ طیارہ لاہور سے دہلی ایئرپورٹ تقریباً سوا تین بجے پہنچے حضرت کی زیارت اور دید کے مشتاق ایک جم غفیر نے بڑے والہانہ اور پُرجوش انداز میں استقبال وخیر مقدم کیا۔ عصر ومغرب کی نمازیں حضرتِ والا کی معیت میں اندرون ایئرپورٹ ادا کی گئیں اور اس کے بعد علم ومعرفت اور سلوک واحسان کا یہ مبارک قافلہ اپنی پہلی منزل دادری کے لیے بڑی شان وشوکت کے ساتھ روانہ ہوا۔

مدرسہ فیض عام دادری (غازی آباد) میں

ایئرپورٹ سے روانہ ہوکر حضرت کا قافلہ براہِ راست مدرسہ فیض عام دادری پہنچا جہاں پہلے سے موجود مقامی حضرات نے پرُخلوص استقبال کیا حضرت چوں کہ طویل سفر طے کر کے آئے تھے اس لیے تکان کا احساس تھا، فوراً کھانا تناول کرکے عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر خواب گاہ چلے گئے اور اعلان کرادیا گیا کہ تمام حاضرین جلدی سوجائیں اور تہجد کے وقت مجلسِ ذکر میں شریک ہوں صبح تہجد کے وقت حضرتِ والا کی معیت میں تمام لوگوں نے مجلسِ ذکر میں شرکت کی نقشبندی طرز پر مجلسِ ذکر منعقد ہوئی جس کا طریقہ مولانا یوسف پٹیل صاحب نے بیان کیا اور لوگ کافی مستفید ہوئے۔ فجر کی نماز کے بعد حضرتِ والا کے استقبال واعزاز میں ایک جلسۂ استقبالیہ رکھا گیا جس میں ناظمِ مدرسہ کی طرف سے سپاس نامہ اور تہنیتی اشعار پیش کئے گئے اور حضرت کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا گیا، اس مناسبت سے حضرتِ والا نے حاضرین کو نہایت وقیع اور اہم خطاب فرمایا۔

کہا بھائیو! بغیر اتباعِ سنت کے کچھ نہیں حاصل ہوسکتا اگر آپ اسلاف کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اوران کی جلالتِ شان کا مشاہدہ کریں تو دیکھیں گے کہ انھوں نے کس قدر اتباع رسول ﷺ کا اہتمام کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ حق وصداقت ،تقویٰ وطہارت اور بلند اخلاق وکردار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور صالحین کی صحبت سے حاصل ہوگا۔ آپ نے ہندوستان کے جلیل القدر علماء ومشائخ اور صوفیاء کرام کا تذکرہ بڑے رقت آمیز لہجہ میں کیا، اور جب مشائخِ ہند کے عظیم الشان کارناموں کا ذکر کیا تو آبدیدہ ہوگئے جس کا تمام سامعین پر بے حد اثر ہوا اگر چہ حضرتِ والا کا اندازِ تخاطب بالکل سادہ اور عام فہم تھا لیکن بڑا پرُسوز اوراثر انگیز تھا جس کا واضح طور سے اثر محسوس کیا گیا۔

دارالعلوم جامعۃ البنات کھجوری (میرٹھ) کا قیام

(۱۶؍جنوری ۲۰۱۲ء بروز دوشنبہ)

دادری کے پروگرام سے فراغت کے بعد حضرت کا پورا کارواں کھجوری میرٹھ کے لیے روانہ ہوا جہاں کافی پہلے سے پورے زور وشور کے ساتھ تیاریاں شروع تھیں اور میزبان حضرت مولانا محمد انوار صاحب اورآپ کے صاحبزادے مولوی عبدالماجد صاحب مظاہری نے مکمل طور سے حضرتِ والا کی آمد کے لیے ایک پورا ماحول سازگار کررکھا تھا، میرٹھ کھجوری کے راستے میں مدرسہ اعزاز العلوم ویٹ میں مختصر قیام اور دعا کرتے ہوئے حضرت کا قافلہ کھجوری پہنچا۔ مقامی لوگوں نے پرُتپاک خیر مقدم کیا اور محبت وعقیدت کا بھرپور ثبوت دیا دارالعلوم جامعۃ البنات میں قیام رہا عشاء کی نماز کے فوراً بعد مجلسِ ذکر منعقد ہوئی جس میں دارالعلوم کی معلمات وطالبات اور گاؤں کی دیگر مستورات کے ساتھ کافی تعداد میں مقامی حضرات نے بڑے انہماک کے ساتھ شرکت کی۔ حضرتِ والا نے ذکرُ اللہ کی اہمیت وفضیلت بیان کی، اوراپنی آمد کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے عرض کیا:

حاضرین کرام! ہمارے آنے کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ہم اللہ کی یاد دلائیں۔ یہاں کے اسلاف کی دین کے تئیں قربانیوں کو یاد کریں اوراپنے ایمان کو تازہ کریں اس کے بعد حضرتِ والا نے بڑے

دردمند لہجے میں حاضرین سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

آج ساری محنت ابدان کو سنوارنے پر ہورہی ہے؛ لہٰذا ابدان چمک رہے ہیں، مگر قلوب پر محنت نہ ہونے کی وجہ سے قلوب پر تاریکی چھائی ہوئی ہے اس لیے قلوب کی تطہیر بے حد ضروری ہے اور اس کی صفائی کا ذریعہ ذکرُ اللہ کی کثرت ہے، اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لِكُلِّ شَيءٍ صِقَالَةٌ وَ صِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللهِ''۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ بیان کیا قلوب کی صفائی اسی طریقہ سے حاصل ہوگی اس کے علاوہ خواہ کتنی محنت کی جائے بے اثر ہے۔

فرمایا کہ: جب ذکر کیا جائے تو والہانہ اور مجنونانہ انداز میں ذکر کیا جائے اس سے ظاہری اور باطنی غفلت دور ہوگی اور صحیح ایمان ویقین اور اخلاص کی دولت نصیب ہوگی۔

حسبِ معمول یہاں بھی تقریباً ایک گھنٹہ ذکرُ اللہ کی مجلس رہی اور لوگوں نے حضرت کی صحبت سے کافی کچھ حاصل کیا اور خوب حضرتِ والا کی دعائیں لیں حضرت نے اجتماعی دعا کرائی اور منتظمین پروگرام کا شکریہ ادا کیا۔

دارالعلوم دیوبند میں حاضری اور سہارنپور کا سفر

(۱۷/جنوری ۲۰۱۲ء بروز منگل)

مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی بنارسی مدظلہٗ العالی اور دیگر دیوبندی حضرات کے پیہم اصرار اور دعوت پر حضرتِ والا دیوبند پہنچے اور سب سے پہلے استاذ العلماء حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی قبر پر حاضری دی اور ایصال ثواب کر کے سیدھے مزارِ قاسمی جہاں عمائدینِ اسلام آرام فرما ہیں اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمہم اللہ وغیرہ مدفون ہیں تشریف لے گئے اور آبدیدہ ہوکر فاتحہ خوانی کی اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ واپس ہوئے، مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب نے اپنے دیگر رفقاء اور اساتذۂ دارالعلوم کے ساتھ حضرت

کا استقبال کیا اور بڑے جذباتی انداز میں مصافحہ ومعانقہ کیا نمازِ ظہر اور کھانے سے فارغ ہوکر دارالعلوم کی تاریخی عمارتیں نودرہ، دارالحدیث، کتب خانہ اور جامع رشید وغیرہ کا معائنہ کیا اور طلبہ دورۂ حدیث شریف کی مخلصانہ دعوت پر مسندِ حدیث پر بیٹھ کر مختصر وجامع خطاب کیا۔

’’حضرت نے فرمایا یہ جگہ بڑی مقدس اور تاریخی ہے۔کیسے کیسے محدثین کرام نے یہاں بیٹھ کر درس حدیث دیا ہے اور انوارِ حدیث کو پھیلایا ہے۔اخلاص کے ساتھ محنت ولگن سے علم حاصل کیجئے اور دارالعلوم کے وقار وعظمت کوملحوظ خاطر رکھئے اور یہاں کے قیام کوغنیمت جانئے اس نعمت کی قدر کیجئے اور اپنے دلوں کونورِایمان اورنورِمعرفت سے جلا بخشئے۔

مظاہرِ علوم وقف سہارنپور میں

دارالعلوم دیوبند اور یہاں کے تاریخی مقامات کے معائنہ اور اساتذہ وطلبہ سے ملاقات کے بعد حضرت مع رفقاء براہِ ناگل سہارنپور کے لیے روانہ ہوئے اور پورے راستہ علماء دیوبند کے رسوخ فی العلم ان کے تبحرِ علمی ،جلالتِ شان اور علمی وملی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ لطف لے لے کر کرتے رہے یہاں تک کہ سہارنپور آ گیا۔پورا قافلہ مظاہرِ علوم وقف کے مہمان خانہ میں پہنچا جہاں محبین ومعتقدین کا ایک جم غفیر دید وزیارت کا مشتاق تھا اور استقبال کے لیے تیار، اساتذہ وطلبۂ مظاہرِ علوم کی قیادت میں پرُ جوش استقبال ہوا ۔مولانا احمد یوشع سعیدی صاحب جو حضرت کے محب خاص اور دست گرفتہ ہیں انھوں نے سہارنپور میں حضرت کا تعارف پہلے سے کرارکھا تھا عشاء کے بعد عام مصافحہ وزیارت کے لیے وقت دیا گیا تمام لوگوں نے حضرت سے ملاقات وزیارت کا شرف حاصل کیا اور بے پناہ محبت وعقیدت کا ثبوت دیا حضرت نے بھی بہت سکون واطمینان اور فرحت کا اظہار کیا اور آئندہ کے تمام پروگرام ملتوی کرکے یہاں کے لیے پورے دودن مخصوص کئے اس لیے معتقدین کو بھر پور طریقہ سے استفادہ کا موقع نصیب ہوا۔

مجلسِ وعظ وارشاد

(۱۸ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز بدھ بمقام مہمان خانہ مظاہرِ علوم وقف)

اشراق کی نماز اور وظائف و معمولات سے فراغت کے بعد موجودہ علماء وطلبہ اور حاضرین کرام سے نصیحت کرتے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا:

ذکر اللہ کے وقت حجاباتِ ظلمت دور ہوجاتے ہیں اور انوار وہدایات کے دروازے کھل جاتے ہیں تصوف وسلوک کے طالب کو مکمل فائدہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب ایک شیخ سے وابستہ رہے ہاں دوسرے شیخ کی صحبت ونسبت اسی وقت فائدہ دے گی جب شیخِ اوّل کی اجازت حاصل ہو۔

فرمایا، منازلِ سلوک طے کرنے کے لیے شریعتِ مطہرہ کا اہتمام، اتباعِ سنت اور خوفِ خدا وخشیتِ الٰہی بے حد ضروری ہے اس کے بغیر ذرہ برابر بھی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا، اس کے علاوہ تصحیح عقائد اور کفر وشرک اور بدعات سے اجتناب بھی ناگزیر ہے۔

حضرتِ والا خود بھی ادعیۂ ماثورہ کا حددرجہ اہتمام فرماتے ہیں اور صبح وشام کی دعائیں مکمل اہتمام اور عظمت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اپنے یومیہ معمولات غیر معمولی پابندی اور پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ مکمل کرتے ہیں ادعیہ ماثورہ کے فوائد اور اثرات کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بعض دعائیں ایسی ہیں کہ مومن کو فلاح دارین اور بہت سارے فائدے ان سے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً فرمایا کہ ’’سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ‘‘

اس دعا کے چند مخصوص فوائد شمار کرائے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) قبر کے اندر ۱۲ر فرشتے مقرر کردیئے جاتے ہیں جو قبر کی وحشت اور اس کی ہولناکی سے حفاظت کرتے ہیں اور صاحبِ قبر کے لیے مونس وغمخوار بن جاتے ہیں۔

(۲) قیامت کے دن حساب وکتاب آسان ہوگا، اور بہت جلد جنت میں داخلہ نصیب ہوگا جب کہ دوسرے لوگ حساب وکتاب میں پھنسے رہیں گے۔

(۳) سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حشر ہوگا۔

(۴) حورعین سے نکاح کرایا جائے گا۔

(۵) دلہن کی طرح جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

فرمایا علم اور عمل دونوں الگ الگ چیزیں ہم جانتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے جب کہ جو کچھ حاصل ہوگا وہ عمل اور ریاضت ومجاہدہ سے حاصل ہوگا دنیوی ساز وسامان یہیں رہ جائے گا اور سینہ کی دولت ساتھ جائے گی اور یہ آیت پڑھی: ''اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَافِی الۡقُبُوۡرِ وَ حُصِّلَ مَافِی الصُّدُوۡرِ'' مذکورہ آیت پڑھ کر آپ نے لطائف ستہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ نقشبندی سلسلہ میں اسی لیے سینہ کی پانچ چیزوں کو سامنے رکھ کر ذکر کیا جاتا ہے تا کہ سینہ کی دولت [illegible]ظ رہے اور چمک پیدا ہوجائے۔

مجلسِ وعظ وارشاد اور خطابِ عام

(۱۸رجنوری ۲۰۱۲ء بروز بدھ بمقام دارالطلبہ قدیم مظاہرِ علوم وقف)

کارکنانِ مظاہرِ علوم اور جملہ اساتذہ وطلبہ کی درخواست پر ایک عمومی مجلس برائے وعظ ونصیحت اور خطابِ عام رکھی گئی جس میں حضرتِ والا نے نہایت وقیع اور قیمتی خطاب فرمایا اور اکابر مظاہرِ علوم بالخصوص حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی وفقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب رحمہم اللہ وغیرہ کے جلیل القدر علمی وروحانی کارناموں کا ذکر کرنے کے بعد عرض کیا:

آج دنیا میں دل کے علاوہ ہر چیز پر محنت کی جارہی ہے جب کہ دل پر محنت ضروری ہے کیوں کہ اس سے اعمال روشن ہوتے ہیں مال اور اولاد سب یہیں رہ جائیں گے دل کی دولت ساتھ جائے گی ہمارے اسلاف نے قلوب پر محنت کی اس لیے ان کو رضائے الٰہی نصیب ہوئی اور دنیا میں محبوبِ خدا بن کر رہے۔

حضرتِ والا کے پیر ومرشد حضرت علامہ اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں کئے گئے ایک سوال کے جواب میں عرض کیا حضرت العلامہ بلند پایہ عالم، ممتاز مناظرِ اسلام اور محقق ویگانۂ روزگار تھے، آپ تصوف وسلوک کے بلند مقام پر فائز تھے آپ کا قرآن وحدیث کی تعلیمات کو عام کرنے میں بہت اہم کردار ہے ان کا سب سے اہم اور ناقابلِ فراموش کارنامہ عبداللہ چکڑالوی کے باطل فرقہ کی بیخ کنی ہے۔

دوپہر ۲؍ بجے کے بعد ایک اور مجلس دار الطلبہ قدیم کے وسیع احاطہ میں رکھی گئی جہاں حضرتِ والا کے ساتھ تمام مہمانوں کو استقبالیہ دیا گیا، ترجمان مظاہرِ علوم مولانا ریاض الحسن ندوی نے حضرت کا تعارف نہایت بلیغ انداز میں کرایا اور مظاہرِ علوم اور اکابر علماء کا تعارف کرانے کے بعد حضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اس مجلس میں حضرتِ والا نے اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے عرض کیا میں پاکستان سے کسی تجارت اور دنیوی غرض لے کر نہیں آیا ہوں بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ مجالسِ ذکر و مراقبہ منعقد کرکے لوگوں کو اعمال اور قلوب کی اصلاح کی طرف متوجہ کروں اور ذکرُ اللہ کی اہمیت و افادیت دِلوں میں پیدا کروں اس کے بعد چند لوگوں نے حضرتِ والا کے سلسلہ میں بیعت ہونے کی درخواست کی جس کو قبول کیا گیا اور نہایت قیمتی نصائح فرما کر ذکر و استغفار کی تلقین کے ساتھ رخصت کیا۔

اگلے روز حضرتِ والا نے ایک خصوصی مجلس میں سامعین کو مدارسِ اسلامیہ کی اہمیت وعظمت بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس وقت مدارسِ اسلامیہ بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں اور اسلام دشمن طاقتیں خصوصاً یہودی لابی اور اس کے ہم فکر و ہم خیال لوگ مدارس کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کر رہے ہیں، لیکن اربابِ مدارس کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اور ہرگز ضعف کا شکار نہ ہوں کیوں کہ آپ حق کے پرستار ہیں۔

فرمایا یہ مدارسِ اسلامیہ چندے سے چلتے ہیں اور اخراجات بھی کافی ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے دشواریاں لاحق ہوجاتی ہیں، اس لیے اللہ پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہیے اور اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ’’وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ‘‘ کے حوالہ سے فرمایا کہ توکل، تقویٰ اور صبر بے حد ضروری ہے، اس کے بغیر دنیوی اور اخروی مشکلات سے نجات پانا مشکل ہے۔

فرمایا جب مدارس پر قرض ہو خلوصِ نیت اور توکل کے ساتھ ہر روز صبح ایک مرتبہ سورۂ مزمل پڑھی جائے اور جب ’’فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا‘‘ پر پہنچیں تو ۲۵؍ مرتبہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھ کر آگے کی آیت پوری کریں اِنشاءاللہ قرض کی ادائیگی آسان ہوجائے گی یہ بات بڑے زور اور تاکید کے ساتھ بیان کی۔

حضرتِ والا دامت برکاتہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہایت اعلیٰ اوصاف وکمالات سے نوازا ہے، بارعب چہرہ، تسلیم ورضا کے پیکر، ہمہ وقت ذکرِ خدا میں زبان جاری، بلا کا حافظہ اور چہرے مہرے سے نورانیت ٹپکتی ہوئی، عجز وانکساری کے مجسم پیکر کہ ہر کسی کا دل موہ لیں، جس نے بھی دیکھا گرویدہ ہوگیا، شریعت وسنت کا اس درجہ اہتمام کہ رشک آئے۔ لوگوں کو کہتے سنا گیا کہ آپ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ ہیں اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی عمر دراز کرے اور تادیر فیوض وبرکات کا سلسلہ جاری رکھے۔

دہلی کے لیے واپسی اور دعوتی پروگرام

طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرتِ والا کو سہارنپور سے صبح ۸ ربجے گنگوہ، تھانہ بھون، جلال آباد، شاملی اور کیرانہ محمد پور راعین کے لیے سہارنپور سے نکلنا تھا لیکن عوام وخواص کی کثرتِ آمد اور ملاقات وزیارت میں کافی وقت چلا گیا، ہر ایک باچشم نم حضرت سے مصافحہ اور دعاؤں کی درخواست کررہا تھا اور انتہائی کرب کے ساتھ حضرت کو الوداع کہنے پر مجبور تھا، بڑی دشواری کے ساتھ حضرت کو گاڑی پر سوار کیا گیا، اور اس طرح مختصر قیام کے بعد سہارنپور کو الوداع کہا۔ راستہ میں جس کو بھی خبر ہوتی گئی زیارت وملاقات کے لیے حاضر ہوا اور حضرت کی دعائیں لیں سہارنپور سے نکلنے کے بعد درمیان میں واقع المعہد الاسلامی مانک مئو کے اساتذہ وطلبہ نے حضرت سے ملاقات ومصافحہ اور دعا کرانی چاہی تو گاڑی میں موجود خدام نے منع کیا کہ اب گاڑی نہیں روکی جائے گی لیکن حضرتِ والا نے نبوی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ ان کی دلجوئی کے لیے گاڑی روک لی جائے۔

سہارنپور سے چل کر حضرت کا قافلہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دیار گنگوہ پہنچا، جہاں قبرستان جاکر حضرت گنگوہیؒ اور دیگر حضرات کے لیے فاتحہ خوانی وایصال ثواب کیا۔ شیخ المشائخ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کے بارے میں عرض کیا کہ جب یہ ذکر کرتے تھے تو بدن سے گوشت کے جلنے کی بو آتی تھی اور یہ اس وجہ سے تھا کہ ان کو معرفتِ الٰہی حاصل تھی اور ذکرُ اللہ کی کثرت اور عشق کی وجہ سے یہ سب

احوال پیش آتے تھے۔ گنگوہ اور یہاں کے مشائخ عظام کا ذکر کرتے ہوئے اور یہاں کی یادیں دل میں بسائے ہوئے تھانہ بھون کے لیے روانہ ہوئے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دیار تھانہ بھون میں

گنگوہ سے چل کر جلال آباد ہوتے ہوئے تھانہ بھون ظہر کے وقت پہنچے اور سیدھے حضرت تھانویؒ کے مزار پر حاضری دی، فاتحہ خوانی وایصال ثواب سے فارغ ہوئے تو ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا، مزار کے قریب قائم مدرسہ اشرف المدارس میں نمازِ ظہر ادا کی اور حافظ محمد ضامن شہیدؒ کی خدمت میں بھی حاضری دی۔ حضرت تھانویؒ کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے تاریخی شہر شاملی و کیرانہ کے لیے روانہ ہوئے شاملی سے پہلے کچھ دیر کے لیے سونتہ رسول پور مولانا یامین صاحب کے دولت خانہ پر حاضری دی اور پھر اپنی منزل کے لیے روانہ ہوئے۔

شاملی تھانہ بھون سے متصل ایک قدیم تاریخی قصبہ ہے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے حوالہ سے تاریخ میں بلند مقام رکھتا ہے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت حافظ ضامن شہید رحمہا اللہ وغیرہ نے اسی شاملی کے میدان میں انگریزوں کے خلاف مورچہ سنبھالا تھا۔ حضرت کا قافلہ جس وقت شاملی پہنچا حضرت حافظ ضامن شہیدؒ وغیرہ کا ذکر چھیڑ دیا اور بڑے جذب وشوق اور والہانہ انداز میں حضرت حافظ صاحبؒ کوخراج عقیدت ومحبت پیش کیا۔ شاملی کے بعد اگلا قصبہ کیرانہ تھا جس کی بھی اپنی ایک روشن وتابناک تاریخ ہے اور جس کو متکلمِ اسلام ومجاہد آزادئ ہند حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی عثمانی رحمہ اللہ کی جائے پیدائش ہونے کی وجہ سے نمایاں حیثیت حاصل ہے، کیرانہ داخل ہوئے۔ راقم الحروف نے یہاں کا تاریخی پس منظر بیان کیا تو حضرتِ والا نے واضح الفاظ میں تائید فرمائی اسی دوران پاکستان سے کسی شناسا کا فون آیا جو حضرتِ والا کو اپنا خواب بتا رہے تھے۔ حضرت نے یہ خواب تمام حاضرین کو سنوایا وہ فرما رہے تھے کہ آج میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ ہندوستان میں ہیں اور فلاں مکان یا جھونپڑی میں ہیں جہاں محبین ومعتقدین کا ہجوم ہے حضرتِ والا اور آپ کے تمام رفقاء نے خوشی کا اظہار کیا، راقمُ الحروف نے عرض کیا یہ مبشرات میں سے

ہے، حضرتِ والا ذکر میں مشغول رہے اور اسی حالت میں قافلہ تقریباً ۳؍بجے کے بعد کیرانہ سے گزرتا ہوا کیرانہ سے متصل ایک قدیمی گاؤں محمد پور راعین پہنچا۔

جامعہ عائشہ الصدیقہ للبنات محمد پور راعین میں

طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت کو ظہر تک محمد پور راعین پہنچنا تھا لیکن درمیان میں چند اضافی پروگرام کی وجہ سے تاخیر سے پہنچے، جہاں پہلے سے موجود مقامی وقرب وجوار سے آئے معتقدین ومخلصین نے پُر جوش استقبال کیا، حضرتِ والا براہِ راست جامعہ للبنات پہنچے، کھانا تناول کیا اور تھوڑا قیلولہ کر کے وعظ ونصیحت کے لیے فارغ ہوئے اور جامعہ کی جملہ معلّمات وطالبات اور گاؤں کی دیگر خواتین سے جو صبح سے حضرت کی آمد کی خبر پا کر جمع ہوگئی تھیں پُرمغز خطاب کیا اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ محمد پور کی معمر خواتین اور جامعہ للبنات کے درجاتِ عالیہ کی چند طالبات تقریباً ۲۸؍مستورات نے جامعہ کے دارالحدیث میں بیٹھ کر حضرتِ والا کے دست ِمبارک پر بیعت کی حضرت نے خطبۂ مسنونہ کے بعد ان الذین یبایعونک الخ آیت پڑھ کر اپنے سلسلے میں داخل کیا اور چند ہدایات فرمائیں اور اجتماعی دعاء کر کے ذکرُ اللہ اور اتباعِ سنت کی طرف توجہ دلائی، تمام سامعین اور سامعات نے خوشی کا اظہار کیا اور حضرت کی آمد سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی میں خطابِ عام

مستورات اور طالبات جامعہ للبنات سے وعظ ونصیحت اور بیعت سے فارغ ہوتے ہوئے مغرب کا وقت ہو چکا تھا چنانچہ حضرت والا مع رفقاء مرکز تشریف لے گئے اور نماز ادا کی۔ ظہر کے بعد سے معتقدین جمع تھے اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ حضرت کی آمد کے منتظر تھے۔ جس وقت حضرتِ والا مرکز کے احاطہ میں پہنچے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ملاقات ومصافحہ کے لیے دوڑ پڑے بمشکل تمام مجمع کو قابو میں کیا جاسکا۔ نماز کے فوراً بعد حضرت کے اعزاز میں جلسۂ استقبالیہ رکھا گیا، جس میں ناظم مرکز وجامعہ للبنات راقمُ الحروف نے حضرت ِ والا کا مختصر تعارف کرایا اور ایک سال قبل مرکز کے ناظرِ عام الحاج منشی

محبوب الحسن فاروقی صاحب نے حضرتِ والا کو ملایئشیا اور حرمین شریفین حاضری کے وقت جو مخلصانہ دعوت دی تھی اس کا ذکر کیا اور حضرتِ والا اور آپ کے تمام رفقاء سفر کا بے حد شکریہ ادا کیا، اور حضرتِ والا کی آمد کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر حضرتِ والا کی خدمت بابرکت میں خدام وارا کینِ مرکز اور خانقاہ کی طرف سے سپاس نامہ پیش کیا گیا، جس کو نائب ناظم مرکز وجامعہ للبنات عزیزم مولوی مفتی محمد ساجد ندوی سلمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھ کر سنایا اور پھر حضرتِ والا کی خدمت میں پیش کیا جس کو حضرت نے بخوشی قبول فرما کر اپنے مبارک لبوں سے محبت وشفقت کے انداز میں چوم کر رکھ لیا۔ حضرتِ والا کے ساتھ ساتھ آپ کے ہمراہ آپ کے بیرون ممالک کے رفقاء حضرت اقدس مولانا یوسف پٹیل صاحب نائب صدر جمعیۃ علماء کینیڈا اور بھائی احمد بھاگیا کینیڈا اور غیر موجود حضرت کے مخصوص خدام محترم الحاج محمد منہاج کھوکر ملایئشیا اور محترم بھائی اشرف صاحب کینیڈا کے لئے الگ الگ حضرتِ والا کے دست مبارک سے سپاس نامہ پیش کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت نے سامعین کو عام خطاب کرتے ہوئے عرض کیا اپنے اعمال کی اصلاح کرو، ذکرُ اللہ کا اہتمام کرو، اور قلوب کو روشن کرو، آج مجھے آپ کے علاقہ میں حاضر ہو کر بے انتہا خوشی ہو رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا اپنے بچوں کی فکر کرو اور اپنے قلوب پر خوب محنت کرو خدا کے یہاں جو قلبِ سلیم لے کر جائے گا وہ کامیاب ہوگا اور قلب کی سلامتی اللہ کے ذکر سے حاصل ہوگی، اس لیے تمام لوگ یہاں مرکز کی مسجد اور خانقاہ میں حاضر ہوا کرو اور الحاج محبوب الحسن صاحب اور مولانا قاری عابد حسین ندوی کے ساتھ بیٹھ کر ذکر کیا کرو۔ اس کے بعد حضرتِ والا نے رقت آمیز لہجے میں دعا کرائی۔

مرکز محمد پور راعین میں خانقاہ کا سنگ بنیاد

جلسۂ استقبالیہ اور عمومی وعظ وارشاد اور اصلاحی خطاب کے بعد حضرت نے تمام علماء کرام اور مہمانان کرام کی موجودگی میں اپنے دستِ مبارک سے دار القرآن الکریم اور خانقاہ کا سنگ بنیاد رکھا اور اپنے رفقاء سفر بالخصوص حضرت مولانا یوسف پٹیل صاحب محترم بھائی احمد بھاگیا ومولانا عتیق احمد صاحبان سے بھی بنیاد رکھنے کو کہا، اور اجتماعی دعا کرائی جس وقت حضرت کے سامنے مرکز وجامعہ اور علاقہ کا تعارف کرا گیا اور یہ

بتایا گیا کہ گاؤں محمد پور راعین کیرانہ ۸۵ ر مسلم بستیوں کا مرکز ہے اور اس سے متصل خطہ ارتداد ریاست ہریانہ و پنجاب ہیں جہاں کے مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور اس گاؤں کے اطراف میں بھی علمی حالت کوئی زیادہ فرحت بخش و روح افزا نہیں ہے تو حضرتِ والا نے بڑی دلی دعاؤں سے نوازا اور حوصلہ بخش کلماتِ تحسین سے نوازا۔

پانی پت میں

محمد پور راعین کیرانہ کی حاضری اور دارالقرآن وخانقاہ کے سنگ بنیاد اور وہاں کے دعوتی پروگرام میں شرکت اور مجلسِ بیعت وارشاد سے فراغت کے بعد حضرتِ والا عشاء کی نماز سے قبل براہ پانی پت دہلی کے لیے روانہ ہوگئے۔ جس وقت حضرت کا قافلہ دہلی ہائی وے پر پہنچا اور درمیان میں تاریخی شہر پانی پت آیا تو حضرت کے سامنے وہاں کے تاریخی احوال وکوائف اور ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہندوپاک کے وقت پنجاب کے مسلمانوں پر جو مصائب کے پہاڑ ٹوٹے تھے ان حالات کو بیان کیا گیا تو حضرت نے بغور سنا اور بوقلندر علی شاہ اور بیہقیٔ وقت امام التفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہا اللہ وغیرہ کے مزارات پر حاضری دینے کی خواہش ظاہر کی؛ مگر وقت اجازت نہ دے سکا اور فقط ایصال ثواب کرتے ہوئے گزر گئے۔ راقمُ الحروف نے جب یہاں کی دینی وتعلیمی صورت حال کو بیان کیا اور بتلایا کہ گذشتہ کئی سالوں سے یہاں کچھ مکاتبِ قرآنیہ کے قیام اور اصلاحی ودعوتی مجالس کے انعقاد کی کوششیں کی جارہی ہیں اور باضابطہ پانی پت وجیند اور ان کے اطراف میں کئی مکاتب ومدارس مرکز محمد پور راعین کیرانہ کے زیر اہتمام چل بھی رہے ہیں تو حضرت نے پرُ زور انداز میں کلماتِ تحسین سے نوازا اور کہا کہ یہاں تو ضرور ایک مؤقر دارالعلوم اور منظم خانقاہ ہونی چاہیے۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے دربار میں

دیر رات گئے پورا قافلہ دہلی قیام گاہ لکشمی نگر پہنچا اور کھانا و معمولاتِ شب سے فارغ ہوکر تمام حضرات سو گئے۔ تہجد کے وقت معمولات اور نمازوں سے فارغ ہوکر حضرتِ والا مع چند رفقاء جن میں حضرت مولانا یوسف پٹیل صاحب، مولانا عتیق احمد صاحب، مولانا سلیم احمد صاحب، مولانا احمد یوشع صاحب اور خادم خاص بھائی احمد بھاگیا صاحب شامل ہیں، بذریعہ شتابدی ایکسپریس دہلی ریلوے اسٹیشن سے اجمیر کے لیے روانہ ہوئے۔ اسٹیشن تک پہنچانے میں حسبِ معمول برادرِ عزیز مولانا ذکر الرحمن ربانی ندوی صاحب نے خصوصی تعاون دیا جو ماشاء اللہ بڑے خلیق وملنسار اور مہمان نواز ہیں اور ہمہ تن مہمانوں کو آرام پہنچانے میں تگ ودو کرتے ہیں اور حسب مراتب سبھوں کا خیال رکھتے ہیں جب تک ہم لوگوں کا دہلی میں قیام رہا اجنبیت کا احساس تک نہیں ہونے دیا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ صبح ۶ ؍ بجے کے قریب ٹرین دہلی سے روانہ ہوئی اور تقریباً

ڈیڑھ بجے اجمیر پہنچی، درمیان میں جے پور اسٹیشن پر کافی لوگ زیارت وملاقات کے لیے جمع ہو گئے تھے اور کھانا بھی ساتھ لے کر آگئے تھے اس لیے راستہ ہی میں کھانا کھایا گیا۔ جیسے ہی حضرت کا قافلہ اجمیر اسٹیشن پہنچا استقبال کے لیے ایک ہجوم امنڈ آیا اور پورے تپاک سے خیر مقدم کیا اور گاڑی میں بٹھا کر سیدھے مزار خواجہ معین الدین چشتیؒ لے گئے، جہاں فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کیا اور آبدیدہ ہوکر حضرتِ خواجہؒ کا ذکر کیا فرمایا ''حضرت خواجہ صاحبؒ سے میرا تعلق بہت گہرا ہے اور مجھے حضرت کی روحانی مہمانی کا شرف حاصل ہے۔ آج میں زندگی میں پہلی بار یہاں حاضر ہوسکا ہوں، اور یہی تعلق اور بے پناہ عشق ومحبت مجھے یہاں کھینچ کر لایا ہے۔'' دوپہر سے شام تک کا وقت اس روحانی ماحول میں گزار کر ۴ ؍ بجے کے قریب دہلی کے لیے واپس روانہ ہوئے اور تقریباً رات ۱۱ ؍ بجے دہلی پہنچے اور اس طرح بخیر وخوبی یہ خالص روحانی اور تاریخی سفر اختتام کو پہنچا۔

اصلاحی نشست اور ذکرُ اللہ ومراقبہ کی تلقین

(۲۰؍جنوری ۲۰۱۲ء بروز سنیچر بمقام دولت خانہ حاجی یونس صاحب دہلی)

چند روز حضرت والا کی خدمت ومعیت میں رہ کر اس بات کا بخوبی اندازہ ہوا کہ حضرتِ والا کے یہاں اوراد ووظائف کی پابندی سنن ومستحبات کا خاص اہتمام ہے اور انضباطِ وقت کا خاص خیال رکھتے ہیں اور صبح وشام کے معمولات بلا ناغہ سفر وحضر میں بھی مکمل کرتے ہیں اور تمام رفقاء سفر اور متعلقین واحباب کو بھی اس بات کی تاکید کے ساتھ تلقین کرتے ہیں کہ وقت کو غنیمت جانو اور دل جمعی کے ساتھ معمولات پورے کرو، حسبِ معمول تہجد کے اوراد ووظائف اور ذکر ومراقبہ سے فارغ ہوکر نمازِ اشراق سے قبل تک اصلاحی نشست رہی اور احباب ومتوسلین کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

فرمایا تصوف کی مثال مثل پانی کے ہے جس میں طغیانی آتی ہے اور پھر مشرق ومغرب میں پھیل جاتا ہے ایسے ہی جب ہم ذکر کریں گے اس سے عالم میں نور پھیلے گا اور کفر وضلالت کے مٹنے کا ذریعہ بنے گا۔

وقتاً فوقتاً محبین ومعتقدین زیارت ومصافحہ اور دعاؤں کی درخواست کرنے کے لیے آتے رہے ۔دیگر مقامات کی طرح یہاں بھی کافی تعداد میں لوگ دور دراز سے پہنچ گئے تھے، حضرت نے تمام سے ملاقات کی اور بیش بہا ہدایات وملفوظات سے نوازا۔ ہریانہ وپنجاب کے ایک نوجوان عالمِ دین حضرت سے ملاقات اور بیعت ہونے کے لیے تشریف لائے حضرت نے تصوف وسلوک کی حقیقت بیان کرتے ہوئے عرض کیا، بھائی بیعت ہونا اصل نہیں۔ ذکرُ اللہ کا اہتمام، خوفِ خدا اور خشیت الٰہی دل میں بسانا اصل ہے۔ ذکر کرتے رہیں اِنشاء اللہ روحانی بیعت حاصل ہوجائے گی۔ ناشتہ تک بڑی نصیحت آمیز نشست رہی اور لوگوں نے خوب حضرت کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اور حسبِ استطاعت کسبِ فیض کیا۔ ناشتہ سے فارغ ہوکر حضرت مع اپنے مخصوص رفقاء ودیرینہ خدام حضرت مولانا یوسف پٹیل صاحب ومحترم بھائی احمد بھاگیا صاحب اور دیگر احباب تاج محل کی سیر کے لیے بذریعہ کار روانہ ہوگئے۔ اور جنوبی ہند مدارس وغیرہ کا پروگرام جو دہلی سے

فراغت کے بعد طے تھا اس قافلہ کے چند رفقاء کو یہ نصیحت کرتے ہوئے روانہ کیا کہ اثنائے سفر ذکر کا اہتمام رکھیں، دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے کلی اجتناب کریں، انفرادی یا اجتماعی جو بھی ممکن ہو ذکر کریں اور ہرگز غافل نہ ہوں۔ اس طرح حضرت کی ہدایات اور اور بیش قیمت زادِ راہ لے کر مدراس کے لیے مولانا کلیم اللہ صاحب کی قیادت میں پورا قافلہ روانہ ہوا اور بقیہ چند مخصوص رفقاء حضرتِ والا کی رفاقت و معیت میں بذریعہ طیارہ مدراس پہنچا۔

دارالحکومت دہلی اور مضافاتِ دہلی اور مغربی اتر پردیش کے اصلاحی و دعوتی پروگرام اور ان علاقوں کے قیام کے دوران حضرتِ والا کے ساتھ رہ کر جو کچھ دیکھا اور پایا بخوبی اندازہ ہوا کہ حضرت اپنے خدام و متوسلین اور مریدین و محبین اور معتقدین کا بے انتہا خیال کرتے ہیں۔ اور کسی بھی طرح کی اجنبیت کا احساس نہیں ہونے دیتے واقعی عارفین کاملین اور اصحابِ دل اولیاء اللہ کی یہی شان ہوتی ہے اور یہی شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مزاج و مذاق نبویؐ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عشق اور محبت وجاں نثاری کی بیّن دلیل ہے۔ ربِ غفور و رحیم ہمیں بھی آں جناب کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

جنوبی ہند کے تاریخی شہر مدراس (چنئی) میں

(۲۲ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار)

دہلی، آگرہ، اجمیر شریف کے دورے اور پروگراموں کے بعد حضرت کی اگلی منزل مدراس (چنئی) تھی، جہاں کے مولانا عتیق احمد صاحب حضرت سے خصوصی نیاز رکھتے ہیں، اس لیے دیگر احباب کے ساتھ مولانا عتیق احمد صاحب نے بھی حضرت کو خاص طور سے دعوت دے رکھی تھی جس کو حضرت نے قبول کیا اور کچھ وقت مدراس وغیرہ کے لیے فارغ کیا۔

۲۲ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار حضرت مع تمام رفقاء مدراس میں تھے اور بساط بھر فیض رسانی کا سلسلہ وہاں بھی جاری رہا۔ قیام مدراس کے ایک مؤقر تعلیمی ادارے کے ذمہ دار جناب مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب کے گھر پر رہا، وہیں کھانے وغیرہ سے فارغ ہوئے۔ قیلولہ کیا اور تا اذان مغرب خصوصی

مجلس رہی اور مغرب کی نماز کے بعد جامعہ قاسمیہ کی مسجد میں جلسۂ استقبالیہ میں شرکت کی اور جامعہ کے چند حفاظِ کرام کی دستار بندی کر کے دعاء فرمائی اور تمام فارغین وحفاظِ کرام کو بطور ہدیہ پانچ پانچ صد روپے عنایت کیئے۔

صلحاء کی صحبت اختیار کیجئے صلاح وفلاح نصیب ہوگی

(۲۳؍جنوری ۲۰۱۲ء بروز دوشنبہ بمقام دولت خانہ مفتی مجاہدالاسلام قاسمی مدراس)

بعد نمازِ اشراق مجلس وعظ وارشاد منعقد ہوئی جس میں حضرت نے مندرجہ ذیل باتیں بیان فرمائیں:

فرمایا: جب ہدایت آتی ہے تو تہجد شروع ہو جاتی ہے اور استدلال میں سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔

فرمایا: کعبۃ اللہ میں ۳۶۰؍ بت رکھے ہوئے تھے کیوں کہ کعبہ کے گردونواح میں ۳۶۰ قبائل آباد تھے ہر قبیلہ کا الگ بت تھا، جب بعثت نبوی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سارے بت ٹوٹ گئے اور کفر وشرک کا خاتمہ ہو گیا، لہٰذا ذکرُ اللہ سے ہدایت آئے گی اس لیے ذکرُ اللہ کا اہتمام ناگزیر ہے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا شعار رہا ہے۔ ذکرُ اللہ کی برکت سے شرحِ صدر اور نورِ ایمانی نصیب ہوتا ہے ''اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِنْ رَّبِّهٖ'' اس پر دال ہے۔ فرمایا ذکرُ اللہ کی جتنی بھی ضربیں لگیں گی اتنا ہی نور پھیلے گا اور کفر وضلالت کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہوگا۔

حضرتِ والا نے ذکرِ قلبی کی فضیلت وافادیت بیان کرتے ہوئے بیان کیا کہ ذکرِ قلبی اصل ہے اور کل قیامت میں یہی کام آئے گا اس لیے بجا طور پر اس کو ذکرِ جہری پر ترجیح حاصل ہے کیوں کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے '' اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ'' اس لیے ذکرِ قلبی اور لطائف کی اہمیت مسلّم ہے اور یہ چیز بڑے مجاہدے اور سخت ریاضت ومشقت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا قرآن کریم غور وفکر اور تدبر کے ساتھ پڑھا جائے اور قرآن کریم کو اپنی عقل وفکر اور تجربہ سے نہ پرکھا جائے بہت سے حضرات مشائخ کی باتوں کو قرآن وحدیث سے پرکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مشائخ کی باتیں قران سے ملتی ہیں یہ بھی ٹھیک نہیں۔ بلکہ اعمال مشائخ واعمال عقلاء آیاتِ قرآنیہ سے پرکھنے چاہئے قرآن اصل ہے اور کسوٹی ہے لہٰذا آیات قرآنیہ پرغور وفکر کرکے اس پرعمل کرنا چاہیے۔

مجلس نصائح کے بعد حضرتِ والا دیگر رفقاء سفر کے ساتھ جامعہ کے قریب ایک محلہ میں اسکول کے سنگ بنیاد کے لیےتشریف لے گئے اور دعا کرائی۔

حضرت تمیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر حاضری

مدراس کے رفقاء کرام نے مستند تاریخی حوالہ سے بتایا کہ کوولم کے مقام پر سیدنا حضرت تمیم انصاریؓ کی قبر مبارک ہے یہ صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ عہدِ فاروقی میں بغرضِ دعوت وتبلیغ ہندوستان تشریف لائے تھے اور بڑے اعلیٰ پیمانہ پر دعوتِ اسلامی کا فریضہ انجادیا تھا۔آپؓ کی حیات کے آخری لمحات مدراس میں گزرے، اور مدراس سے ۳۵ رکلومیٹر کے فاصلہ پر مقام کوولم میں آپؓ کا انتقال ہوا۔ضروری تھا کہ اس تاریخی مقام پر حاضری دی جائے اور قلبی سکون حاصل کیا جائے حضرتِ والا مع رفقاءمزارِ مبارک پر پہنچے اور فاتحہ خوانی وایصال ثواب کے بعد کھانا تناول کیا،تھوڑا قیلولہ کیا اور عصر کی نماز کے بعد ساحل سمندر پر تشریف لے گئے اور وہیں مغرب کی نماز ادا کی اور مجلسِ ذکر ومراقبہ منعقد کی۔مجلس میں موجود حاضرین نے نصائح کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا:

دُنیوی لذت عارضی ہے اور فانی ہے اس وقت بہت سوں کے دل میں یہ خواہش ہوگی کہ کاش سمندر کے ساحل پر ہمارا بنگلہ ہوتا یہ انسان کی کمزوری اور فطری بات ہے۔نیز اگر کسی کو یہ خبر دے دی جائے کہ آپ کے نام حکومت نے ساحل سمندر ایک پلاٹ الاٹ کیا ہے تو کتنی خوشی ہوگی،اب اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں کو کتنی بشارتیں دیتا ہے ہم اس کو سوچ بھی نہیں سکتے۔

فرمایا،کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جن جن نعمتوں سے نوازیں گے ان میں سب سے بڑی

نعمت دیدارِ الٰہی کی نعمت ہوگی یہ دیدار مراتب کے لحاظ سے ہوگا۔انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمہ وقت دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے اسی طرح ذاکرین بھی ہمہ وقت دیدارِ الٰہی کریں گے اس کے علاوہ بعض اہل جنت کو ایک بار، بعض کو دو بار اور بعض کو ہفتہ میں ایک دن اور بعض کو روزانہ دیدار نصیب ہوگا، ہمہ وقت جن کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ذاکرین وذاکرات ہوں گے۔

مجلس وعظ وارشاد

(۲۴؍جنوری ۲۰۱۲ء بروز منگل)

فرمایا: امیر خسرو راوی ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ بادشاہوں سے نہیں ملتے تھے ایک مرتبہ کا بیان ہے، ان کے زمانہ کے بادشاہ علاؤ الدین خلجی نے ان سے ملنا چاہا حضرت نے منع فرمادیا، زبردستی ملنے آگیا۔حضرت نے کہا اگر وہ آئے گا تو میں نہیں ملوں گا۔امیر خسرو کے مشورہ سے پہلے بادشاہ آگیا لیکن امیر خسرو نے شیخ کو بھی بتلادیا تھا۔بادشاہ نے کہا امیر! شیخ کو کیوں بتلایا فرمایا کہ نہ بتانے میں ایمان جانے کا خطرہ تھا اور بتانے میں بادشاہ کی طرف سے جان جانے کا۔اس لیے طے کیا کہ جان جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔البتہ اگر ایمان چلا گیا تو دین ودنیا دونوں کا خسارہ ہے اس لیے میں نے شیخ سے نہیں چھپایا۔

وانمباڑی مولانا عتیق احمد صاحب کے دولت کدہ پر

مدراس سے کچھ دور فاصلہ پر وانمباڑی مولانا عتیق احمد صاحب کے دولت کدہ واقع امین آباد تشریف لے گئے اور شائقین کی دعوت اور اصرار پر مغرب کی نماز کے بعد ایک عمومی جلسہ رکھا گیا جس میں حضرت سے پہلے مولانا یوسف پٹیل صاحب نے بیان کیا اور پھر حضرتِ والا دامت برکاتہم نے بڑی قیمتی باتیں ارشاد فرمائی۔

فرمایا، ربِ کریم نے اہلِ ایمان سے اعمالِ صالحہ کا مطالبہ کیا ہے اور اعمال کی دو قسمیں ہیں: (۱) اعمالِ ظاہرہ (۲) اعمالِ باطنہ۔

جو مسلمان اعمالِ ظاہرہ پر اکتفاء کرے اور اعمالِ باطنہ پر توجہ نہ دے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی بچہ پرائمری اسکول پاس کر کے آگے نہ پڑھے جب کہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یونیورسٹی میں داخلہ لینا ضروری ہے، اسی طرح اعمالِ ظاہرہ کے ساتھ اعمالِ باطنہ کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے اعمالِ باطنہ میں احسان اور تقویٰ شامل ہیں۔ اس لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار اِتَّقُوا اللّٰہَ فرمایا ہے۔ تقویٰ کا تعلق قلب سے ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے، "اَلتَّقْویٰ ھٰھُنا۔۔" تقویٰ و اخلاص اور احسان کے بغیر اعمال قبول نہ ہوں گے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ اس کی واضح دلیل ہے اس لیے اخلاص اور تقویٰ کا حصول فرضِ عین ہے۔ اور اعمالِ باطنہ کے حصول کے لیے قلب پر محنت ضروری ہے۔

مسجد امین آباد وانمباڑی میں ایک اہم خطاب

فرمایا چار طبقہ کے لوگ ہدایت یافتہ اور قابلِ تقلید ہیں ان کے علاوہ کوئی گروہ نہیں جس کی اتباع کی جائے اور ان چاروں طبقات کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیتِ شریفہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ میں تذکرہ کیا ہے۔ نماز کے اندر بھی خدا سے ہدایت اور انعامات کا مطالبہ کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نماز قربِ الٰہی کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر لے جانے کی تیاری ہوئی تو پہلے آپؐ کے قلب اطہر کو زمزم سے غسل دیا گیا اور خوب پاک کیا گیا اس کے بعد معراج کرائی گئی اور جب باری تعالیٰ سے مکالمہ ہوا تو ربِ کریم نے السلامُ علیک اَیُّھَا النَّبِیُّ و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ سے خصوصی اعزاز و اکرام فرمایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنی ہی نہیں بلکہ پوری امتکے صالحین کو شامل کر کے السلامُ علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین فرمایا۔ تو دیکھئے اللہ کے رسولؐ وہاں بھی صلحاء کو نہیں بھولے؛ لہٰذا صلحاء کی صحبت اختیار کرنا اور ان کا ہم نشیں بننا سعادت کی بات ہے۔

صالحین قلب پر محنت کرنے سے بنتے ہیں اور قلب کو قلبِ مطمئنہ بنانا ضروری ہے، قلبِ مطمئنہ ہی جنت کا حقدار ہوگا اور وہی صالحین کے زمرہ میں شامل ہوگا، ارشاد ربانی: "یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ

اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ'' کے ذریعہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

فرمایا: انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے راستہ کے علاوہ اور کوئی راستہ اللہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ حضرت نے ممتاز مشائخ یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور اکابر دیو بند و کاندھلہ اور مشائخ تھانہ بھون وجلال آباد وغیرہ کا نام لے کر فرمایا یہ سب حضرات اسی کے ذریعہ اللہ تک پہنچے ہیں اور سب نے اسی طریقے سے خدا کا قرب اور معرفتِ الٰہی حاصل کی ہے۔

فرمایا جب قلب کا تصفیہ وتزکیہ ہوجاتا ہے اور ذکرِ الٰہی میں لطف آنے لگتا ہے اور طاعات کی طرف رغبت پیدا ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو عجیب نعمتوں سے نوازتا ہے، مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا نام لے کر فرمایا کہ حضرتؒ سلوک ومعرفت کے ایسے مقام تک پہنچ گئے تھے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ ساری چیزوں سے بیگانہ ہوگئے، اپنی خلوت گاہ سے نکلنا بھی گوارہ نہ تھا، خدام نے عرض کیا آپ ہمارے ساتھ شہر وبازار نہیں جاتے، حضرتؒ نے جواب دیا جب میں اللہ کے بندوں کو دیکھتا ہوں تو انسان کم اور انسانوں کی صورت میں جانور زیادہ نظر آتے ہیں ۔مطلب یہ تھا کہ لوگوں کے اعمال اور اخلاق وعادات جانوروں کی سی ہیں اس لیے یہ منظر سامنے آتا ہے۔

اگلے روز اشراق کی نماز کے بعد حسبِ معمول مجلسِ وعظ وارشاد منعقد ہوئی درمیان میں زیارت وملاقات اور حضرتِ والا کی صحبت سے مستفید ہونے اور دعائیں لینے کے لیے برابر لوگوں کا سلسلہ جاری رہا آج قاضیٔ شہر (وانمباڑی) اور وہاں کے ایک دینی ادارے کے اہم ذمہ دار حضرت مولانا ولی اللہ صاحب مدظلہٗ تشریف لائے اور حضرت سے نصیحت چاہی۔

فرمایا فرمانِ الٰہی اصل ہے اور اٹل ہے اس میں کسی طرح کی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے بہت سے لوگوں نے تفسیر بالرائے سے کام لیا تو گمراہ ہوگئے، اس کی مثال عینک جیسی ہے یعنی آدمی جس رنگ کی عینک لگائے گا ویسا ہی نظر آئے گا لہٰذا جو لوگ تفسیر بالرائے سے گمراہ ہوئے وہ اس لیے کہ ان کے قلوب مصفّٰی اور مجلّٰی نہیں تھے اور انھوں نے فرمانِ الٰہی سمجھ کر قرآن کا مطالعہ نہیں کیا تھا اس لیے گمراہ

ہو گئے۔

دورانِ وعظ ایک صاحب مجلس میں اونگھ رہے تھے حضرت نے ان کو متنبہ کیا اور فرمایا نیند ایک سکون اور راحت کی چیز ہے لیکن یہ راحت عارضی ہے ہمیں ابدی راحت یعنی آخرت کے لیے فکر کرتے رہنا چاہیے۔ یہ پوچھنے پر کہ قلبِ سلیم کیسے بنے گا آپ نے فرمایا قلبِ سلیم وہ ہے جس میں کوئی باطنی بیماری نہ ہو اور باطنی بیماریوں میں سب سے اہم بیماری شک کی بیماری ہے اور قرآن کریم کا نزول شک کی تردید کرنے اور ہدایتِ کاملہ کو عام کرنے کے لیے ہوا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کے مرکزی دفتر دہلی میں

(۲۵/جنوری ۲۰۱۲ء بروز بدھ)

مدراس وانمباڑی کے ایک یادگار سفر اور وہاں کے لوگوں کو پیش قیمت دینی باتیں بتلا کر اور ذکرُ اللہ وتزکیۂ نفوس کی اہمیت وافادیت دلوں میں جاگزیں کر کے طے شدہ پروگرام کے مطابق دہلی کے لیے واپس ہوئے۔

مدراس سے کنگ فشر فلائٹ کے ذریعہ شام کو مع رفقاء دہلی پہنچے اور ایئر پورٹ سے سیدھے جناب مولانا سید محمود مدنی ناظمِ عمومی جمعیۃ علماء ہند کی مخلصانہ دعوت پر انھیں کی گاڑی میں مرکزی دفتر جمعیۃ علماء ہند واقع I.T.O پہنچے۔ شام کا کھانا مولانا سید محمود مدنی کے ساتھ تناول کیا۔ وہاں جب تک قیام رہا مسلسل حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی ؒ کے علمی ودعوتی اور اصلاحی وروحانی فیضان اور آپ کے ملّی ورفاہی کارناموں کا ذکرِ خیر کرتے رہے۔

مرکزی دفتر جمعیۃ علماء ہند کے ذمہ داران سے ملاقات اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت والا لکشمی نگر حاجی یونس صاحب کے دولت کدے پر تشریف لے گئے جہاں تمام معمولاتِ صبح وشام بآسانی طے پائے یہاں بھی مستقل لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا اور بساط بھر حضرت کی صحبت سے فیضیاب

ہوتے رہے۔سہارنپور سے مولانا محمد سعیدی صاحب ناظم مدرسہ مظاہرِ علوم وقف اور کیرانہ و مظفرنگر سے راقمُ الحروف کے والدِ بزرگوار حضرت الحاج الحافظ محمد ایوب صاحب بانی خانقاہ مرکز محمد پور راعین مع اپنے چھوٹے صاحبزادے برادرِ عزیز مولوی مفتی محمد ساجد ندوی سلمہ المولیٰ اور پانی پت وضلع جنید ہریانہ سے راقم الحروف کے مخصوص رفقاء وعلماء کرام جن میں مولانا مرسلین صاحب اور مولانا سلمان صاحب خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں مع دیگر رفقاء تشریف لائے۔حضرتِ والا مذکورہ تمام حضرات کی آمد سے بے حد خوش ہوئے اور بڑی دعاؤں سے نوازا اور مجالسِ ذکر ومراقبہ میں شریک ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مرکز نظام الدین (مسجد بنگلہ والی) میں حاضری

حضرتِ والا چوں کہ بانیٔ تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحب کاندھلویؒ اور آپ کی دینی دعوت اور اس سلسلہ میں کی جانے والی محنتوں سے کافی متاثر ہیں اور جماعتِ دعوت وتبلیغ سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں اس لیے نظامُ الدین مرکز بھی تشریف لے گئے اور ذمہ دارانِ مرکز سے ملنا چاہا لیکن ملاقات نہ ہوسکی، اس لیے کہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے اور کچھ دیر رک کر حضرت مولانا الیاس صاحب حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہا اللہ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے واپس قیام گاہ لکشمی نگر تشریف لائے۔

ہندوستان کے وزیر کے رحمٰن خاں کے دولت خانہ پر

(۲۶رجنوری ۲۰۱۲ءبروز جمعرات)

کے رحمٰن خاں صاحب جنھوں نے حضرتِ والا کے ویزا کے حصول میں غیر معمولی تعاون دیا تھا اور حضرت سے ملاقات اور زیارت کا بے پناہ شوق رکھتے تھے مسلسل رابطہ میں رہے اور حضرت کو اپنے دولت کدہ پر حاضر ہونے اور ساتھ میں کھانا تناول کرنے کی درخواست کرتے رہے جس کو حضرتِ والا نے قبول کیا، ان کے دولت خانہ تشریف لے گئے اور ساتھ میں کھانا تناول کیا اور وزیرِ موصوف کو بڑی قیمتی

نصیحتوں سے نوازا۔

جمعہ کی تیاری اور دہلی کے تاریخی مقامات کی حاضری

(۲۷/جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ)

آج جمعہ تھا حضرتِ والا نے حسبِ معمول معمولات سے فارغ ہوکر جمعہ کی تیاری شروع کی اور دہلی واطرافِ دہلی سے آئے عام زائرین اور محبین کو ملاقات کا شرف بخشا۔

مسجد عبداللہ لکشمی نگر کے ذمہ داروں نے جمعہ سے قبل بیان کی درخواست کی لیکن قلتِ وقت اور سفر کی تکان کی وجہ سے حضرت نے اپنے رفیقِ سفر وخادمِ خاص حضرت مولانا یوسف پٹیل صاحب کو بیان کے لیے کہا جنھوں نے بیان کیا اور حضرت کی بھرپور ترجمانی کی۔ نماز وکھانے اور مختصر قیلولہ کے بعد حضرت نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے مزاروں پر حاضری دی اوران کے لیے ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی کرکے کچھ دیر مراقبہ کیا، اور فرمایا ان حضرات نے دہلی ہی نہیں بلکہ پورے ملکِ ہندوستان اور دیگر جگہوں کے لوگوں کے قلوب پر بڑی محنت کی اور غیر معمولی علمی، دعوتی اور اصلاحی وتربیتی خدمات انجام دیں۔

قیام ہندوستان کے آخری یادگار لمحات

(۲۸/جنوری ۲۰۱۲ء بروز سنیچر)

آج حضرتِ والا کی پاکستان واپسی اور ہم نیازمندوں سے جدا اور خصت ہونے کا دن تھا ایک طویل ترین روحانی ودعوتی سفر جس میں حضرتِ والا کی صحبت بابرکت اور آپ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کا برابر موقع ملا، برابر محبین ومخلصین کی آمد کا سلسلہ جاری رہا، اور مشائخ عظام اور زعمائے قوم وملت ملاقات کے لیے تشریف لاتے رہے اور دعاؤں کی درخواست کرتے رہے۔ حضرت تمام حضرات سے خوش دلی کے ساتھ ملتے رہے اور سبھی کو شریعت وسنت پر مضبوطی سے جمے رہنے اور مجالسِ ذکر منعقد کرکے تزکیہ نفوس

کرنے کی تلقین کرتے رہے۔

غرض جب تک حضرت کا قیام رہا ایک ایمانی اور روحانی فضا قائم رہی کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر نمازِ ظہر ادا کی اور مختصر قیلولہ کر کے اندرا گاندھی ایئر پورٹ کے لیے روانہ ہوئے، اور اپنے محبین ومتوسلین اور مریدو مخلصین اور خدام و نیاز مندوں کو روتا ہوا چھوڑ کر ٹھیک شام کے ساڑھے پانچ بجے اپنے ملک پاکستان کے لیے روانہ ہوئے اور اس طرح بخیر وخوبی اپنی تمام یادگار کے ساتھ یہ روحانی سفر اختتام کو پہنچا۔

مادو مجنوں ہم سبق بودیم در سندانِ عشق
او بصحرا رفت من در کوچہا رسوا شدم

☆☆☆